حدیث وسنت
سلسلۂ چہارم

محمد رفیق چودھری

غامدی صاحب اور انکارِ حدیث

سنت کیسے ثابت ہوتی ہے؟

'سنت' کا شرعی واصطلاحی مفہوم چھوڑ کر غامدی صاحب پہلے تو گھر سے اس کا ایک نرالا مفہوم مراد لیتے ہیں اور پھر اس کے ثبوت کے لئے انوکھی شرطیں عائد کردیتے ہیں۔ ان کے نزدیک:

> سنت کا ثبوت خبر واحد سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا ثبوت کبھی صحابہ کرامؓ کے اجماع سے ہوتا ہے کبھی صحابہ کرام کے اجماع اور ان کے عمل تواتر سے، کبھی اُمت کے اجماع سے، کبھی اُمت کے اِجماع سے اَخذ کرکے اور کبھی اُمت کے اِجماع سے قرار پا کر اور کبھی قرآن کے ذریعۂ ثبوت کے برابر ذریعۂ ثبوت سے۔

چنانچہ وہ اپنے اس موقف کو بیان کرتے ہوئے پہلے سنت کی تعریف لکھتے ہیں:

① "سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی ﷺ نے اس کی تجدید واصلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔"

(میزان: ص۱۰، طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء، لاہور؛ اُصول ومبادی: ص۱۰، فروری ۲۰۰۵ء، لاہور)

لیکن سنت کی یہ تعریف دین کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے اور اُمتِ مسلمہ کے اہل علم سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ آگے چل کر ہم سنت کی وہ تعریف درج کریں گے جو اہل علم کے ہاں مسلم ہے۔

② پھر آگے اس سنت کے ثبوت کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ

"سنت یہی ہے اور اس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے اس میں اور

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ مجید میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح صحابہ کے اِجماع اور قولی تواتر سے ملا ہے، یہ اسی طرح ان کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے اور قرآن ہی کی طرح ہر دور میں اُمت کے اجماع سے ثابت قرار پائی ہے۔'' (میزان: ص۱۰، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء، لاہور)

③ اسی بات کو وہ دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں کہ

''قرآن ہی کی طرح سنت کا ماخذ بھی اُمت کا اجماع ہے اور جس طرح وہ صحابہؓ کے اجماع اور قولی تواتر سے اُمت کو ملا ہے، اسی طرح یہ ان کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے۔''

(میزان: ص ۶۸، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء، لاہور)

④ وہ مزید لکھتے ہیں کہ

'' جس طرح قرآن خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا، اسی طرح سنت بھی اس سے ثابت نہیں ہوتی۔'' (میزان: ص۶۷، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء، لاہور)

⑤ ایک اور جگہ اسی مضمون کو اس طرح لکھتے ہیں کہ

''ثبوت کے اعتبار سے اس (سنت) میں اور قرآن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح اُمت کے اجماع سے ثابت ہے، یہ بھی اسی طرح اُمت کے اجماع ہی سے اخذ کی جاتی ہے۔'' (میزان: ص۷۰، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء، لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ غامدی صاحب کے نزدیک:

- سنت خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی۔
- ثبوت کے اعتبار سے سنت اور قرآن میں کوئی فرق نہیں۔
- سنت صحابہ کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے اور یہ ہر دور میں اُمت کے اجماع سے ثابت قرار پائی ہے۔

اب ہم ان نکات کا عملی جائزہ لیں گے:

① کیا سنت خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی؟

غامدی صاحب کا دعویٰ ہے کہ سنت خبر واحد (اخبارِ احاد) سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کے ثبوت کے لئے اجماع اور تواتر شرط ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ سنت خبر واحد سے ثابت ہوتی ہے اور اس کے لئے اجماع اور تواتر

www.KitaboSunnat.com

کی شرط بے بنیاد اور بے اصل ہے۔ آج تک اُمت کے معتمد اور ثقہ اہل علم میں سے کسی نے سنت کے ثبوت کے لئے تواتر کی شرط عائد نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں کہ سنت ہی کیا، پورا دین خبر واحد سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیثِ جبرائیلؑ خبر واحد ہے اور اس میں پورا دین بیان کیا گیا ہے جس کی تصدیق خود نبی کریم ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے کہ وہ (جبرائیلؑ) تھے جو تمہیں دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔

یہ حدیثِ جبرائیلؑ صحیح بخاری میں اس طرح روایت ہوئی ہے کہ

عن أبي هريرة قال: كان النبي ﷺ بارزًا يومًا للناس فأتاه رجل فقال: ما الإيمان؟ قال: «الإيمان أن تؤمن بالله وملائكته وبلقائه ورسله وتؤمن بالبعث». قال: ما الإسلام؟ قال: «الإسلام أن تعبد الله ولاتشرك به وتقيم الصلاة وتؤدّي الزكوٰة المفروضة وتصوم رمضان». قال: ما الإحسان؟ قال: «أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك». قال: متٰى الساعة؟ قال: «ما المسئول عنها بأعلم من السائل وسأخبرك عن أشراطها: إذا ولدت الأمة ربتها وإذا تطاول رعاة الإبل البهم في البنيان، في خمس لايعلمهن إلا الله» ثم تلا النبي ﷺ ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الآية ـ ثمّ أدبر فقال: «ردّوه»، فلم يروا شيئًا فقال: «هٰذا جبرائيل جاء يعلّم الناس دينهم». (صحیح بخاری:۵۰، صحیح مسلم:۹)

''حضرت ابوہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، فرشتوں پر، قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہونے پر، اللہ کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا یقین رکھو۔ اس نے مزید سوال کیا: یارسول اللہؐ! اسلام کیا ہے؟ فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! احسان کیا ہے؟ فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اُسے نہیں دیکھ سکتے (یعنی یہ کیفیت پیدا نہیں کرسکتے) تو وہ یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا: یارسول اللہؐ! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: جس سے سوال

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے، وہ بھی سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تم کو قیامت کی کچھ نشانیاں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنی مالکہ جنے گی اور جب اونٹوں کے سیاہ فام چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے۔ قیامت کا علم ان پانچ غیب کی باتوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے، کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرے گا اور نہ کسی کو یہ خبر ہے کہ کس جگہ اس کو موت آنی ہے۔'' (سورۃ لقمان:۳۴)

پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے واپس بلاؤ'' مگر وہ نہ ملا۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ جبرائیل تھے جو لوگوں کو اُن کا دین سکھانے آئے تھے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ پورا دین تو خبر واحد (اخبارِ احاد) سے ثابت ہوسکتا ہے مگر اس سے غامدی صاحب کی 'سنت' ثابت نہیں ہوسکتی۔

پھر اس خبر واحد (اخبارِ احاد) سے ہمیں وہ کلمہ طیبہ نصیب ہوتا ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور جسے چھوڑ دینے سے ہم غیر مسلم قرار پاتے ہیں۔

اس کے علاوہ تمام علماے اسلام کے نزدیک سینکڑوں سنن (سنتیں) اور ان کے احکام ایسے ہیں جو خبر واحد (اخبارِ آحاد) سے ثابت ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند ایک یہ ہیں:

۱۔ وضو میں موزوں پر مسح کرنا (مسح علی الخفين)

۲۔ شہید کی میت کو نہ تو غسل دینا اور نہ اسے کفن پہنانا

۳۔ اذان کا طریقہ

۴۔ عورت پر جمعہ کی نماز کا فرض نہ ہونا

۵۔ مسلمان کی میت پر نمازِ جنازہ پڑھنا

۶۔ ماں کی عدم موجودگی میں میت کی دادی کو وراثت میں سے چھٹا حصہ ۱/۶ دینا

۷۔ وارث کے حق میں وصیت کا ناجائز ہونا

۸۔ مرتد کے لئے قتل کی سزا (حد) ہونا

۹۔ شادی شدہ زانی کے لئے رجم یعنی سنگساری کی سزا (حد) ہونا

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ مفتوح پارسیوں (مجوسیوں) سے جزیہ لینا

۱۱۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد قریش کی حکمرانی کا حق ہونا

۱۲۔ نبی ﷺ کی جس جگہ وفات ہوئی، آپؐ کا وہیں مدفون ہونا۔

۱۳۔ مردوں کے لئے ریشم اور سونے کا استعمال ممنوع ہونا

۱۴۔ مدینہ منورہ کا حرم ہونا

۱۵۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کے وقت مقاماتِ سجود پر سجدہ کرنا

اس طرح کے بے شمار احکام اور سنن ہیں جو خبر واحد سے ثابت ہوتے ہیں۔

② کیا قرآن اور سنت کے ثبوت میں کوئی فرق نہیں؟

غامدی صاحب کا دعویٰ ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے قرآن اور سنت میں کوئی فرق نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ دونوں کے ثبوت میں فرق ہے اور اس کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ قرآن کریم اُمت کے تواتر سے ثابت ہے جب کہ سنت کے لئے صحیح حدیث کا ہونا ہی کافی ہے اور صحیح حدیث ایک یا دو ثقہ اور عادل راویوں سے بھی ثابت ہوجاتی ہے۔ مثال کے طور پر:

موطأ امام مالک میں ہے کہ ایک شخص کی وفات کے بعد اس کی دادی (نانی) حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں اپنی میراث طلب کرنے کے لئے آئی تو آپؓ نے فرمایا:

”مالك في كتاب الله شيء، وما علمت لك في سنة رسول الله شيئًا، فارجعي حتّى أسأل النّاس“ (موطا امام مالک: کتاب الفرائض، باب ميراث الجدة)

''تیرے لئے اللہ کی کتاب میں کوئی حق موجود نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی تیرا کوئی حق موجود نہیں ہے، لہٰذا تم ابھی واپس چلی جاؤ تاکہ میں دوسرے لوگوں سے دریافت کرلوں۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں سے دریافت فرمایا تو حضرت مغیرہؓ نے بتایا کہ ان کی موجودگی میں نبی ﷺ نے میت کی دادی کو چھٹا حصہ دلایا تھا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا کیا اس وقت تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ اس کے بعد جب حضرت محمد بن مسلمہ

www.KitaboSunnat.com

انصاریؓ نے بھی اس حدیث کی تائید کردی تو حضرت ابوبکرؓ نے اس عورت کو میراث کا چھٹا حصہ دلا دیا۔

مذکورہ حدیث خبر واحد بھی ہے کہ اس کے صرف دو راوی ہیں، لیکن اس سے نبی ﷺ کی سنت ثابت ہوتی ہے جس پر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے سنت سمجھ کر اس پر عمل فرمایا۔ اور آج تک اہل علم اس پر متفق ہیں کہ میت کے ترکے میں سے والدہ کی عدم موجودگی میں دادی کو چھٹا حصہ دیا جائے گا اور یہ سنتِ ثابتہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سنت کا ثبوت خبر واحد (اخبارِ آحاد) سے ہوجاتا ہے اور اس کے لئے اجماع یا تواتر کی کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ قرآن کا ثبوت خبر واحد (اخبارِ آحاد) سے نہیں ہوتا، اس کے لئے علمائے اُمت کے ہاں 'تواتر' ضروری ہے۔

③ سنت کے بارے میں ذہنی قلابازیاں اور فکری تضاد بیانیاں

سنت کے ثبوت کے حوالے سے غامدی صاحب کی مذکورہ چاروں تحریروں میں ان کی ذہنی قلابازیاں اور فکری تضاد بیانیاں ملاحظہ ہوں کہ

۱۔ سنت کا ثبوت صحابہ کرام کے اِجماع سے ہوتا ہے۔

پھر دوسرے لمحے یہ کہنا شروع کردیتے ہیں کہ

۲۔ سنت صحابہ کرامؓ کے اجماع سے اور ان کے عملی تواتر سے ثابت ہوتی ہے۔

پھر تیسرے لمحے یہ فرمانے لگتے ہیں کہ

۳۔ سنت اُمت کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔

اور چوتھے لمحے یہ کہنا شروع کردیتے ہیں کہ

۴۔ سنت اُمت کے اجماع سے اخذ کی جاتی ہے۔

اب ان چاروں میں سے ان کے کسی موقف کو صحیح سمجھا جائے؟ جبکہ ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے جسے وہ ایک چیز قرار دے رہے ہیں۔ اگر سنت کے ثبوت کے لئے تواتر کی شرط عائد کردی جائے تو پھر اُمت کو نوے فیصد دین اسلام کے احکام وتعلیمات سے محروم ہونا پڑتا ہے، کیونکہ وہ صرف اور صرف خبر واحد (اخبارِ آحاد) سے ثابت ہیں۔ اب نوے فیصد دین

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر اس کے صرف دس فیصد کو لے کر غامدی صاحب کا گزارہ تو ہوسکتا ہے مگر اُمت مسلمہ اپنے دین کے نوے فیصد حصے سے نہ تو دست بردرا ہوسکتی ہے اور نہ اس کے صرف دس فیصد پر قناعت کرسکتی ہے۔ ع

جو تمہاری مان لیں ناصحا
تو رہے گا دامن دل میں کیا

④ دینی اصطلاحات کے ساتھ مذاق کا رویہ

غامدی صاحب اپنی لفاظی کے ذریعے دوسروں کو مغالطہ اور فریب دینے کے عادی ہیں، ہم ان کے اس طریق واردات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ وہ معروف دینی اصطلاحیں تو اُمت سے لیتے ہیں مگر ان کے مطالب ومفاہیم اپنے جی سے گھڑتے ہیں اس طرح وہ ضلوا فأضلوا کے مصداق 'خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے' ہیں۔

زیر بحث موضوع کے حوالے سے بھی اُنہوں نے اپنی مذکورہ عبارات کے ذریعے دینی اصطلاحات کے بارے میں دوسروں کو کوئی مغالطے اور فریب دینے کی سعی فرمائی ہے۔ اُنہوں نے سنت، حدیث، اجماع اور تواتر جیسی دینی اصطلاحات کے مفاہیم بدل کر خلطِ مبحث پیدا کردیا ہے۔سنت کی اصطلاح ہی کو لیجئے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ سنت سے مراد نبی ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات (خاموشی رتائیدات) اور صفات ہیں:

أما السنة: فهي أقوال النبي ﷺ وأفعاله وتقريراته وصفاته

(اصول الفقہ الاسلامی از ڈاکٹر وہبہ زحیلی: ۱ر ۴۴۹، طبع دمشق)

لیکن غامدی صاحب سنت کی من مانی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی ﷺ نے اس کی تجدید واصطلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔''

(میزان: ص۱۰، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲، لاہور؛ اُصول ومبادی، ص۱۰، طبع فروری ۲۰۰۵ء، لاہور)

اسی طرح وہ 'حدیث' کی معروف دینی اصطلاح کو محض اخبارِ آحاد میں محدود کرکے ان کو

دین سے خارج کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل اور تقریر وتصویب کے اخبارِ آحاد جنہیں بالعموم 'حدیث' کہا جاتا ہے، ان کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا ہرگز کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔'' (میزان: ص۱۰، طبع اپریل ۲۰۰۲ء، لاہور)

اسی طرح وہ ایک اور مقام پر 'حدیث' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل اور تقریر وتصویب کے اخبارِ آحاد جنہیں بالعموم 'حدیث' کہا جاتا ہے، ان کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کبھی درجۂ یقین کو نہیں پہنچتا، اس لیے دین میں ان سے کسی عقیدہ وعمل کا اضافہ بھی نہیں ہوتا۔''

(اُصول ومبادی: ص۱۱، طبع فروری ۲۰۰۵ء، لاہور)

سوال یہ ہے کہ غامدی صاحب کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ اُمت کی معروف شرعی اصطلاحات کے معنی اپنے جی سے گھڑ کر خلق خدا کو گمراہ کریں۔

دینی اصطلاحات کے معنی بدلنے کے بارے میں خود غامدی صاحب کے استاذ امام مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدبر قرآن کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ

''منکرین حدیث کی یہ جسارت کہ وہ صوم وصلوٰۃ ، حج وزکوٰۃ اور عمرہ وقربانی کا مفہوم بھی اپنے جی سے بیان کرتے ہیں اور اُمت کے تواتر نے ان کی جو شکل ہم تک منتقل کی ہے، اس میں اپنی ہوائے نفس کے مطابق ترمیم وتغیر کرنا چاہتے ہیں، صریحاً خود قرآنِ مجید کے انکار کے مترادف ہے اس لیے کہ جس تواتر نے ہم تک قرآن منتقل کیا ہے، اسی تواتر نے ان کی اصطلاحات کی عملی صورتوں کو بھی ہم تک منتقل کیا ہے۔ اگر وہ ان کو نہیں مانتے تو پھر خود قرآن کو ماننے کے لئے بھی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی۔'' (تدبر قرآن: ۲۹/۱، طبع ۱۹۸۳ء، لاہور)

اب غامدی صاحب ذرا اپنے امام کے اس آئینے میں دیکھ کر بتائیں کہ کیا وہ وہی حرکت نہیں کر رہے جو منکرینِ حدیث کیا کرتے ہیں؟ اگر ان کے امام کے فتویٰ کے مطابق منکرین حدیث اس قصور پر کہ وہ قرآنی اصطلاحات کے مفہوم میں ترمیم وتغیر کرتے ہیں، منکرین قرآن ٹھہرتے ہیں تو کیا غامدی صاحب 'سنت' اور 'حدیث' کی اصطلاحات کے مفہوم میں تغیر وتبدل کرنے کے بعد 'منکرِ سنت' اور 'منکرِ حدیث' نہیں ٹھہرتے؟

www.KitaboSunnat.com

ہم کہتے ہیں کہ اُمت کی معروف دینی اور شرعی اصطلاحات کے مفاہیم ومطالب کو بدلنا مغالطہ انگیزی بھی ہے، فتنہ انگیزی بھی؛ فریب دہی بھی ہے، خیانت کاری بھی؛ ڈھٹائی بھی ہے اور بے شرمی بھی۔

اہل علم جانتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے لئے 'شیخین' کی اصطلاح موجود ہے اور علم حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم کو 'شیخین' کہا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص تاریخ اسلام کے شیخین کو علم حدیث کے شیخین قرار دے لے اور علم حدیث کے شیخین کو تاریخ اسلام کے شیخین ٹھہرائے تو ایسے آدمی کا کیا علاج ؟ اسے ٹی وی پر لوگوں کو دین سکھانے کے کام پر لگایا جائے یا اسے کسی شفاخانۂ امراضِ دماغی میں داخل کرایا جائے؟ پھر جب وہ اس کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کردے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے 'صحیحین' مرتب کی تھی اور امام بخاری اور امام مسلمؒ مسلمانوں کے بالترتیب پہلے اور دوسرے خلیفہ ہو گزرے ہیں، تو خدارا بتایئے اس کا کیا نتیجہ نکلے گا اور ایسے شخص کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ بسوخت زحیرت ایں چہ بوالعجبی ست

(جاری ہے)

داعیانِ حق وصداقت کیلئے خوشخبری

امام الانبیاء ﷺ کا طریقہ نماز

آمنہ عبداللہ ہسپتال فاخر شاہ روڈ، دیپال پور، ضلع اوکاڑہ کا دیدہ زیب فور کلر اشتہار برصغیر کی مشہور شخصیت بابا فرید الدین گنج شکر آف پاکپتن کی سوانح حیات میں امام الانبیاء ﷺ کے طریقۂ نماز کو اُردو ترجمہ کے ساتھ یوں پیش کیا گیا ہے کہ پڑھتے ہوئے انسان یوں محسوس کرتا ہے گویا آں حضرت ﷺ کو جمع بین الصلوٰتین فی السفر، قومہ، جلسہ استراحت، رفع الیدین، عیدین کی بارہ تکبیریں اور آمین بالجہر وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ یہ اشتہار عاملین بالحدیث الشریف کے طریقۂ نماز کی درستگی پر شاہدِ عدل ہے۔ ہسپتال مذکور کے علاوہ اس پتہ سے بھی دستی یہ اشتہار حاصل کیا جاسکتا ہے:

ابومسعود عبدالجبار سلفی: جامع مسجد سعد بن ابی وقاص، چوک حجرہ شاہ مقیم، ضلع اوکاڑہ